تعارف و تبصرہ

نام کتاب : حکمت قرآن

تالیف : امام حمید الدین فراہیؒ

ترجمہ : خالد مسعود

ناشر : دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ (یوپی)

قیمت : ساٹھ روپے

تبصرہ نگار : محمد فاروق خاں

حکمت کی تعلیم فرائض نبوت میں سے ایک اہم فریضہ رہا ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہے:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡ عَلَيۡهِمۡ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ (البقرہ: ۱۲۹)

"اے ہمارے رب تو ان میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بے شک تو غالب، حکمت والا ہے"

حکمت کے بغیر دین حق کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کے بغیر نظام دین کی فکری و عملی شیرازہ بندی کی جاسکتی ہے۔ حکمت کے بغیر صحیح معنی میں تزکیہ کا حصول بھی ممکن نہیں ہے جو دین کی اصل غرض و غایت ہے۔ اس دنیا کی اور آخرت میں جنت کی زینت وہی اشخاص ہیں جو نہایت پاکباز، حساس اور فہم وادراک میں امتیازی شان رکھتے ہیں۔ امتِ مسلمہ میں جو عملی اور فکری انتشار اور بے راہ روی پائی جاتی ہے اس کا حقیقی سبب اس حکمت کا فقدان ہے جو حقیقت میں دین کی اصل اور روح حیات ہے۔ حصول حکمت کے بغیر نہ تو دین کا صحیح فہم حاصل ہو سکتا ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ اس کے بغیر کوئی صحیح معنی میں راہ حق پر گامزن ہو سکے۔

حکمت کی اس بنیادی اہمیت کے باوجود اسلامی لٹریچر میں ایسی کتابیں نایاب نظر آتی ہیں جن میں حکمت پر مفصل اور اطمینان بخش گفتگو کی گئی ہو اور یہ بتایا گیا ہو کہ حکمتؒ فی الواقع کیا چیز ہے؟ اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ قرآن مجید میں جہاں کہیں حکمت کا ذکر کیا گیا ہے اس مقام سے بالعموم لوگ بے توجہی کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور انھیں اس کی خبر تک نہیں ہوتی کہ وہ کس چیز کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

امام حمید الدین فراہیؒ نے قرآنی علوم کو اپنی توجہ کا خاص مرکز بنایا تھا اور اس سلسلے میں ان کی تحقیقات نہایت قدر و قیمت کی حامل ہیں۔ امام فراہیؒ نے اپنے فکر و تدبر سے قرآن فہمی کی راہ ہموار کی۔ یہ ان کا وہ عظیم کارنامہ ہے جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن افسوس کہ ان کی تحقیقات کی قدر شناسی سے ہم قاصر ہی رہے۔ ان کی تصنیف حکمۃ القرآن کا اردو ترجمہ بھی منظر عام پر اس وقت آیا جب کہ امام فراہیؒ کو وفات پائے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ

حکمت قرآن کے موضوع پر تحقیقی کتابیں پہلے سے موجود رہی ہوں اس لئے اس کتاب کی اشاعت کی غیر معمولی تاخیر میں کوئی خاص حرج محسوس نہیں کیا گیا۔

امام فراہیؒ حکمتِ قرآن اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اپنے نتائج فکر کو مفصل لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے، افسوس کہ یہ اہم کام ناتمام رہا۔ پھر بھی جو کچھ وہ لکھ سکے ہیں وہ نہایت ہی بیش قیمت ہے۔ مسرت کی بات ہے کہ محترم خالد مسعود صاحب نے حكمة القرآن اور النظام فى الديانة الاسلامية کے مسودے کو مرتب شکل دے کر اسے اُردو زبان میں منتقل کر دیا۔ موصوف نے اس کتاب میں بطور مقدمہ اپنا جو مقالہ شامل کیا ہے۔ وہ بھی نہایت کار آمد ہے اور وہ اصل کتاب کے سمجھنے میں معاون ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کو بلند اور حکمت سے لبریز کتاب قرار دیا ہے (الزخرف:۳) اس کا تقاضا ہے کہ ہم اس کتاب کی حکمتوں تک پہنچنے کی سعی کریں۔ اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی کو روانہ رکھیں۔ حکمت سے مراد کیا ہے؟ اس کی کیا خصوصیات ہیں؟ اس کی پہچان کیسے ہو؟ حکمت کی ضرورت اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ حکمت کو پوشیدہ رکھنے کا راز کیا ہے؟ اس کے حصول کے ذرائع کیا ہیں؟ وہ کون سے لوگ ہیں جنھیں حکمت کی دولت عطا ہوتی ہے؟ حکمت کی نشو و نما کی شرائط کیا ہیں؟ حصول حکمت کی راہ کی رکاوٹیں کیا ہیں؟ وغیرہ مباحث پر امام فراہیؒ نے جو گفتگو کی ہے ضرورت ہے کہ اسے سمجھنے کی پوری کوشش کی جائے اور پھر اس سے پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ امام فراہیؒ کی یہ مختصر سی کتاب ان لوگوں کے لئے ایک رہنما کتاب ہے جو فی الواقع دین اور حکمتِ قرآن کو سنجیدگی سے سمجھنے کے خواہشمند ہوں۔

امام فراہیؒ کے نزدیک حکمت کوئی منطقی نقطہ نگاہ ہر گز نہیں ہے۔ بلکہ یہ

راست اور بے واسطہ ادراک ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی چیز کو چکھ لے اور اس کی لذت کو اپنی باریک اور نازک ترین حسیات سے پہچان لے اور اس سے لطف اندوز ہو۔ حکمت کی روشنی میں حقائق کے چہروں سے پردے خود بخود ہٹ جاتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح دن کی روشنی رات کی تاریکی میں چھپی ہوئی چیزوں کا بالکل نمایاں کر دیتی ہے۔

حکمت کیا ہے؟ حکمت اکتسابی علوم کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ایک ایسی روشنی ہے جس سے خیر و شر اور حسن و قبح دونوں اجاگر ہو جاتے ہیں۔ حکمت کو ایک کیفیت اور حالت سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ صاحب حکمت کے سامنے کوئی مسئلہ آتا ہے تو اس کے ہر پہلو کا ادراک اسے بعینہ اسی طرح ہو جاتا ہے جس طرح ایک آدمی چکھ کر تلخ اور شیریں شے میں فرق کرتا ہے۔ حکمت سے ایسے خزانوں کا در وا ہوتا ہے جن کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

امام فراہیؒ کے نزدیک جب کسی شخص کو حکمت کی دولت عطا ہوتی ہے تو یہ حکمت اس کے قول و عمل، ذوق و ارادہ، فیصلہ غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتی ہے۔ حکمت حقیقت میں علم و عمل دونوں کی جامع ہوتی ہے۔ یہ جس کسی کو حاصل ہو گی اس کا اخلاق کریمانہ ہو گا۔ رزائل اخلاق سے وہ یکسر پاک ہو گا۔ اس کی روح اعلیٰ اقدار حیات سے تسکین پاتی ہے۔ آخرت کی وسیع و پائندار دنیا اس کے لئے ایک عقیدے کا موضوع نہیں ہوتی بلکہ وہ اس کی حکمت کا عین تقاضا ہوتی ہے۔ پھر حکمت مختلف و متضاد چیزوں کو ایک کل کی شکل میں بدل دیتی ہے۔ اس طرح آدمی ذہن و عمل کے انتشار سے نجات پالیتا ہے۔ وہ ایک مستحکم فکر و عمل کا حامل بن جاتا ہے۔ اس طرح حکمت ہماری ایک اہم اور بنیادی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ خاص طور سے وہ لوگ جو قیادت کے منصب پر فائز ہوں۔ حکمت دین سے بے خبر

اور نا آشنا رہ کر وہ کبھی بھی امت کے اندر اتحاد و اتفاق پیدا نہیں کر سکتے اور نہ اسے فکری انتشار سے نجات دلا کر منزل کی طرف اس کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں۔

امام فراہیؒ نے لکھا کہ حکمت کو پانے اور اسے نشو نما دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا علم محض علم نہ رہے بلکہ ہم اس کے نتیجہ میں عمل صالح کے پیکر بن جائیں۔ حکمت عطا کرنے والے خدا کی حمد کریں اور اس کا شکر بجالائیں شکر اضافۂ نعمت کا سبب ہوتا ہے۔

ہمارے دل خشوع کی صفت سے خالی نہ ہوں کیونکہ خشوع ہی وہ دروازہ ہے جس کے ذریعہ سے حکمت دل میں داخل ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ خشیت اور تقویٰ کے ذریعہ سے دل میں صفائی آتی ہے اور اس کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ حکمت کے نور کو قبول کر سکے۔

حکمت کو عام نگاہوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے اس کے کئی وجوہ ہیں۔ امام فراہیؒ فرماتے ہیں کہ حکمت درحقیقت بالتدریج حاصل ہوا کرتی ہے۔ یہ یکبارگی حاصل نہیں ہوتی۔ انسانی قلب حکمت کو ایک ہی مرتبہ میں اٹھالے اس کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ حکمت کے پوشیدہ رکھنے کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ اگر حکمت ظاہر ہوتی تو اس کا اندیشہ تھا کہ عام لوگ اس کا انکار کر دیتے اور مجرم قرار پاتے۔ پھر حکمت خود اس بات کی مقتضی ہے کہ اسے صرف ان ہی لوگوں پر ظاہر کیا جائے جو بلندی کے طالب اور پاکیزہ اخلاق کے حامل ہوں۔ دوسروں سے اسے مخفی رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو حکمت ضائع ہو کر رہ جاتی۔ نااہل قدر شناس نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کے دل میں جذبۂ شکر کے لئے کوئی جگہ ہوتی ہے۔ پھر حکمت کوئی ایسی مادی چیز نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان تقسیم کی جا سکے۔ اور اس طرح سامنے لائی جا سکے کہ ہر ایک پر وہ ظاہر اور عیاں ہو۔ حکمت خدا کا تازہ

اور نقد انعام ہوتا ہے۔ وہ کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو فرسودہ ہو اور جس کے ساتھ کہنگی کا عیب لگا ہو۔ حکمت القا ہوتی ہے۔ حکمت ایک الہامی ادراک اور حقائق کا بلاواسطہ مشاہدہ ہے۔ یہ ایک وجدانی اور زندہ شے ہے۔ یہ ظاہر نہیں کی جاتی۔ جو اس کے اہل ہوتے ہیں ان پر خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔

حصول حکمت کے ذرائع کیا ہیں؟ امام فراہی کے نزدیک اس سلسلے میں پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی توجہ ہے جو انتہائی خشیت، عاجزی اور محبت کے ساتھ ہو۔ نصف شب کی نماز کو اس میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ دوسری چیز ہے قرآن کی تلاوت جو ٹھہر ٹھہر کر اور غور وفکر کے ساتھ ہو۔ پھر اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ ہمارا رویہ رحمت وشفقت اور خیر کا ہو۔ اس کے بغیر اچھی صفات سے ہمارا متصف ہونا ممکن نہیں ہے

حصولِ حکمت کی رکاوٹیں کئی ہیں۔ ایک بڑی رکاوٹ یہ چیز ثابت ہوئی ہے کہ لوگوں نے حکمت سے کچھ ایسی چیزیں مراد لے لی ہیں جو فی الواقع حکمت نہ تھیں اور وہ ان ہی پر قانع ہو کر رہ گئے۔

امام فراہیؒ کی کتاب حکمت قرآن لایق مطالعہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایسی تصنیف ہے جو بار بار پڑھنے کی ہے۔ اس سے ہمار علم میں ہی اضافہ نہ ہوگا بلکہ شاید ہمیں اپنے اندر ایک کمی کا احساس ہو جائے اور ہم اس کی تلافی کی فکر کر سکیں۔

یہ کتاب ہندوستان میں دائرۂ حمیدیہ۔ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر۔ اعظم گڑھ کے علاوہ ادارہ علوم القرآن۔ پوسٹ بکس نمبر ۹۹۔ سر سید نگر، علی گڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے جلد خوبصورت اور طباعت نہایت عمدہ ہے۔